© rasailojaraid.com

ایک آیت کی تفسیر

از جناب مولوی شوکت علی صاحب سبزواری ایم اے

قرآن شریف کلامِ الٰہی ہے۔ اور کائنات ارضی وسماوی کی طرح، جو خلقِ الٰہی ہے، اس میں بیشمار دقائق اور نکات ہیں جن کا سمجھنا ہر شخص کے لیے چنداں آسان نہیں۔ جو اصحاب برابر قرآن شریف کے مطالبات ومعانی اور اُس کے علوم ومعارف دریافت کرنے کے لیے جدوجہد کرتے رہتے ہیں وہ کسی حد تک اس میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ اسرارِ کونیہ اور رموزِ ارضیہ وسماویہ کا انکشاف بھی تو آخر بحثِ عمیق کا محتاج ہے۔

قرآن شریف کے مطالب ومعانی سمجھنے کی کوشش اب سے نہیں بلکہ ایک عرصہ دراز سے جاری ہے۔ علماءِ امت اور دانایانِ رموزِ دینِ متین نے بے شمار تفسیریں مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے تصنیف فرمائی ہیں اور اس وقت بھی جدید نقطۂ نگاہ سے اس سلسلہ میں چند مبارک کوششیں قارئین کرام سے خراجِ تحسین وصول کر رہی ہیں لیکن کلام الٰہی کے لطائف نہ ختم ہوتے ہیں نہ ہوسکتے ہیں۔ آپ لاکھ کوشش کریں کہ دریائے بے پایاں کو کھنگال کر تمام تہ نشین بے بہا موتیوں کو نکال لیں۔ آپ اس میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ آپ آیاتِ آفاق کی بحث وکشف کے لیے عمریں صرف کردیتے ہیں تب کہیں مظاہرِ فطرت کا کوئی جدید قانون دریافت کرپاتے ہیں۔ کلام الٰہی کی آیات اور اُن کے لطیف اشارے آپ کے نزدیک اتنے سہل ہیں کہ آپ انہیں اکابر ملت کی تصنیفات وتالیفات کی ورق گردانی ہی سے جان سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ آپ کو بزرگوں کی مبارک مساعی کے ساتھ ساتھ بہت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خود بھی سعی و کوشش کرنا ہوگی۔ آپ کو بعض آیات کے معانی دریافت کرنے کے لیے شبہائے دراز کی سکون پرور گھڑیاں وقف کرنا پڑینگی۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سُبُلنا۔	جو ہماری راہ میں سعی و کوشش کرتے ہیں۔ ہم انہیں اپنی تمام راہیں دکھا دیتے ہیں۔

قرآن شریف کی ان آیات میں سے جو تشریح و تحقیق کی محتاج ہیں، ذیل کی آیت بھی ہے۔

ولو تریٰ اذ وُقفوا علی النار فقالوا یٰلیتنا نردّ ولا نکذب بآیٰتِ ربنا ونکون من المؤمنین۔ بل بدا لھم ما کانوا یخفون من قبل، ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ وانھم لکاذبون۔ (سورۂ انعام)	کاش تم دیکھو جب وہ اپنے سامنے دوزخ دیکھیں گے تو کہینگے "کیا اچھا ہو اگر ہم دنیا میں دوبارہ بھیج دیے جائیں اور ہم اپنے مالک کی آیات کو نہ جھٹلائیں اور ہم اُن پر ایمان لے آئیں" بلکہ جو کچھ اس سے پہلے وہ مخفی رکھتے تھے وہی اُن کے لیے ظاہر ہوا۔ اگر انہیں واپس کر دیا گیا تو وہی کرینگے جس سے اُنہیں باز رکھا گیا۔ بے شبہ وہ کاذب ہیں

اس آیت میں لفظ "بل" جو عربی میں اضراب کے لیے ہے اور اُردو میں جس کا ترجمہ "بلکہ" کیا گیا ہے، ناقابل فہم ہے۔ اور یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا استعمال اس آیت میں کس مقصد سے کیا گیا ہے۔ دوسرے یہ واضح نہیں کہ "ما کانوا یخفون" سے کیا مُراد ہے، اور وہ کونسی چیز ہے جسے وہ اس سے پہلے دنیا میں عام لوگوں سے مخفی رکھتے تھے۔

مفسرین کی تحقیق

عام مفسرین نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "بدا لھم" سے مُراد عذاب الٰہی ہے اور "ما کانوا یخفون" شرک کی بابت کہا گیا ہے۔ اور اس دشواری کو کہ "بدا لھم" اور "ما

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کانوا یخفون" دونوں سے ایک ہی چیز مراد ہونا چاہیئے" اُنھوں نے اس طرح رفع فرمایا ہے کہ ما کانوا سے پہلے لفظ "جزاء" مقدر ہے اور عبارت کا حاصل یہ ہے :-

بل بدالھم جزاء ما کانوا یخفون من قبل من الشرك . بلکہ اس سے پہلے وہ جو شرک چھپایا کرتے تھے اس کی جزا یعنی عذاب ان کے لیے ظاہر ہوا ہے۔

اِس تفسیر پر پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ اس صورت میں "بل" کے معنی واضح نہیں ہوتے اور نہ اس کا موقع استعمال سمجھ میں آتا ہے۔ دوسرے شرک کی بابت یہ کہنا صحیح نہیں کہ وہ اس کو چھپایا کرتے تھے۔ دنیا میں وہ مشرک تھے اور کھُلم کھلا مشرک تھے، دل سے مشرک تھے اور زبان سے اس کا اقرار کرتے تھے۔ اس لیے شرک کا مخفی رکھنا بظاہر کوئی بامعنیٰ بات نہیں تیسرے ما کانوا یخفون سے پہلے جزا مقدر ماننا تکلف سے خالی نہیں۔ آخر اس کے مقدر ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیا محض اس وجہ سے یہ زائد لفظ نکالا جا رہا ہے کہ اس کے بغیر آیت کے معنی درست نہیں ہوتے ؟

بعض مفسرین نے اس اعتراض کا جواب کہ وہ شرک کو چھپاتے نہ تھے یہ دیا ہے کہ اگرچہ وہ دنیا میں اپنے کفر و شرک کا اعلان کرتے تھے لیکن آخرت میں اُنھوں نے اس کو مخفی رکھا تھا، اور قسم کھا کر کہا تھا :

ربنا ما کنا مشرکین. اے ہمارے مالک ہم تو مشرک نہ تھے۔

یہ جواب اس قابل نہیں کہ اس کی تردید کی جائے۔ تاہم یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ "مخفی رکھتے تھے" اور "اس سے پہلے" یہ دونوں فقرے ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ دنیا کا واقعہ ہے اور کہ وہ عادۃً اس کام کو کیا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ شرک کی بابت یہ کیوں کہا گیا کہ وہ اس کو چھپاتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے۔ اگر مقصد یہ ہے کہ یہ سزا چھپانے کی وجہ سے ان کو دی جا رہی ہے تو اولاً یہ خلاف واقع ہے جزا اخفا کی نہیں بلکہ شرک کی ہے۔ ثانیاً اس کے بعد ہی یہ الفاظ "اگر انہیں واپس کر دیا گیا تو وہی کرینگے جس سے انہیں باز رکھا گیا" ظاہر کر رہے ہیں کہ اس مقام پر انہیں شرک کی سزا دی جا رہی ہے، اور اخفاءِ شرک دراصل زیرِ بحث ہی نہیں

زجاج کی تفسیر

امام لغت و تفسیر زجاج نے آیت کی یہ تفسیر کی ہے:۔

بل بدا للاتباع ما اخفاہ عنھم الرؤساء من امر البعث۔ مقلدین کے لیے قیامت سے متعلق وہ سب کچھ ظاہر ہوا جو انکے امراء نے ان سے مخفی رکھا تھا۔

اس میں "اتباع" اور "امراء" بے وجہ زائد کیے گئے ہیں۔ کوئی لفظ آیت میں ایسا نہیں جس سے یہ مفہوم ہوتا ہو کہ یہاں یہ دو لفظ محذوف تھے اور جب تک ان کو مقدر نہ مانا جائے آیت کا مطلب واضح نہیں ہو سکتا۔

دوسرے سیاقِ آیت اس کا مقتضی ہے کہ لھم اور یخفون میں جو ضمائر جمع ہیں اُن کا مرجع ایک ہی چیز ہو۔ زجاج کی تفسیر میں ان دونوں ضمیروں کو پراگندہ کر دیا گیا ہے۔ اس طور پر کہ لھم کی ضمیر "اتباع" کی طرف راجع کی گئی ہے اور یخفون کا فاعل امراء یا رؤسا مقدر مانا گیا ہے اس صورت میں بیجا تکلف کے علاوہ نظمِ قرآنی کی ترتیب اور موزونیت دونوں خاک میں مل جاتی ہیں۔ اور پھر بھی آیت کریمہ کا کوئی اچھا اور مناسب مفہوم متعین نہیں ہوتا۔

مبرد کے معنیٰ

ابو العباس مبرد مشہور لغوی و ادیب نے آیت کے یہ معنیٰ بتائے ہیں کہ درحقیقت کفر و شرک جس کا ارتکاب وہ کیا کرتے تھے، ان سے مخفی نہ تھا۔ بلکہ وہ اس کی مضرت سے بے خبر تھے۔ اور یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ جانتے تھے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ ان کی اس بے خبری کو قرآن شریف میں "اخفا" کہا گیا ہے۔ اس صورت میں بھی دو بیجا تکلفات کرنا پڑتے ہیں۔ ایک یہ کہ اخفاء کے معنی خفا لیے جائیں اور دوسرے یہ کہ خفائے انجام کفر کو خفائے کفر کہا جائے۔ اور یہ دونوں تکلفات قرآن شریف کی بلاغت اور اس کے معجزانہ اسلوبِ بیان کے سراسر منافی ہیں۔ کیا کسی ایسے شخص کی بابت جو کھلم کھلا عوام الناس پر جور و تعدی کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ اس کا انجام بُرا ہے، آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ جور و تعدی کو چھپا رہا ہے۔ اور اپنے اعمال و افعال پر پردہ ڈال رہا ہے؟ اگر آپ اس شخص کو جور و تعدی کا مخفی رکھنے والا نہیں کہہ سکتے تو پھر کفار کو جو اپنے ناروا اعمال و افعال سے یا اُن کے انجام و فرجام سے آگاہ نہ تھے آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ کفر و شرک کو مخفی رکھتے تھے اور اُس کا اظہار نہ کرتے تھے۔

صحیح مراد

آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ مشرکین جب دوزخ کو اپنی برہنہ آنکھوں سے دیکھینگے، اور اُنہیں یقین ہو جائیگا کہ اب وہ اس میں ڈھکیل دیے جائینگے تو وہ گھبرا اُٹھینگے اور عالمِ اضطراب میں تمنا کرینگے "کیا اچھا ہو اگر ہم دنیا میں واپس کر دیے جائیں تاکہ ہم اب کی مرتبہ کفر کا ارتکاب نہ کریں"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ دراصل بات یہ نہیں کہ وہ نارِ جہنم کو مشتعل دیکھ کر یہ سمجھ گئے ہیں کہ دنیا میں وہ غلط راہ پر تھے۔ اور یہ آرزو وہ اس وجہ سے کر رہے ہیں کہ اب اُنہیں ایمان و اسلام کی سچائی کا پورا پورا یقین ہو گیا ہے۔ وہ دنیا میں اس سے پہلے بھی اسلام کی حقانیت اور اس کی سچائی کے عالِم تھے۔ مگر چونکہ طبعاً وہ کفر و شرک کے دلدادہ ہیں اور اُسے کسی طرح بھی چھوڑنا نہیں چاہتے اس لیے وہ خدا کے سچے فرستادہ پر ایمان نہ لائے تھے۔ پس اگر وہ اس وقت واپس بھی کر دیے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جائیں تو بدستور شرک پر قائم رہینگے پس ان کا یہ کہنا "ہم ایمان لائینگے" سراسر کذب اور کھیر خلاف بیانی ہے۔

یہ ہے آیت کا ماحصل۔ اب "بل" اور "بدا لھم" کی تفسیر سنیے۔

ان کی آرزوے واپسی سے ہویدا ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی سچائی کو سمجھ گئے ہیں اور اگر انہیں ایک موقعہ اور دیا جائے تو وہ ضرور خدا اور اس کے رسول پر ایمان لے آئینگے۔ خدا فرماتا ہے۔ یہ سراسر غلط ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ دنیا میں جس چیز کو وہ مخفی رکھتے تھے یعنی اسلام کی حقانیت اور اس کی سچائی۔ وہی ایک واضح اور نمایاں صورت میں ان کی نظروں کے سامنے پیش ہوئی ہے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ خدا کے فرستادے اور اس کے پیغامبر جس راہ کی طرف انہیں بلا رہے ہیں وہی راہ درست اور صحیح ہے۔ مگر وہ اپنے اس علم کو عموماً مخفی رکھتے تھے اور کسی پر اس کا اظہار نہ کرتے تھے۔ اب وہ عذاب الٰہی دیکھ کر جو یہ کہہ رہے ہیں "ہم سمجھ گئے کہ رسولوں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح تھا۔ اس لیے ہمیں اگر واپس کر دیا گیا تو ہم ان پر ایمان لے آئینگے" یہ کھلا ہوا فریب ہے۔ یہ بات تو وہ پہلے بھی جانتے تھے۔ پس اگر وہ سعید تھے، اگر ان کے دلوں میں سچائی کی محبت تھی۔ اگر ان کو سچائی کا ذرہ برابر بھی پاس تھا تو اسی وقت انہیں رسولوں پر ایمان لے آنا تھا۔

انہوں نے کہا "اگر ہمیں واپس کر دیا گیا تو ہم ایمان لے آئینگے، اس لیے کہ اب ہمیں عذاب الٰہی دیکھ کر یہ یقین ہوا کہ رسولوں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح تھا" اللہ نے لفظ "بل" سے ان کے اس قول کی نفی فرمائی اور کہا۔ دراصل بات یہ نہیں ہے۔ وہ پہلے ہی رسولوں کی سچائی جانتے تھے لیکن اسی مخفی رکھتے تھے اور کسی سے کہتے نہ تھے۔ پس اب کوئی نئی خبر ان کے علم میں نہیں آئی ہے۔ بلکہ وہی پرانی چیز جسے وہ جانتے تھے اور چھپاتے تھے اب واضحاً ان کے سامنے آئی ہے۔ اس لیے کوئی امید نہیں اگر انہیں واپس کر دیا گیا تو وہ ایمان لے آئینگے۔

آیت کا یہ مفہوم حافظ ابن قیم جوزیہ نے اپنی مشہور کتاب "عدۃ الصابرین" میں بیان کیا ہے۔

© rasailojaraid.com